فہرست مضامین

حرف آغاز

انسانی حقوق اور اسلام	سید جلال الدین عمری	۵

تحقیق وتنقید

حضرات عمرو بن العاص ؓ، خالد بن ولید ؓ اور عثمان بن طلحہ ؓ کا قبولِ اسلام	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۱۵
شاہ ولی اللہ ؒ کے تفسیری مآخذ	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۴۳

بحث ونظر

فتویٰ نویسی کا تاریخی ارتقائ	پروفیسر محمد انس حسان	۵۷
مولانا ابوالکلام آزاد اور نظمِ قرآن	ڈاکٹر نشا حلیم	۷۱

سیر وسوانح

حضرت عروہ بن الزبیر ؒ— اولین سیرت نگار	حافظ عبدالغفار	۸۵

تعارف وتبصرہ

عصری عائلی مسائل اور اسلامی تعلیمات	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۱۰۹
قادیانی مسئلہ (تدوینِ نو)	،، ،، ،،	۱۱۱
عصر حاضر کے پر فریب نعرے	،، ،، ،،	۱۱۴
مولانا ضیاء الدین اصلاحی ؒ: حیات وخدمات	جناب اسامہ شعیب	۱۱۵
سہ ماہی مجلہ تعلیم وتحقیق اسلام آباد	جناب محمد رضوان خاں	۱۱۶
	(۵۶)	۱۱۹

مقالات کا انگریزی خلاصہ	۱۲۱—۱۲۸

اس شمارے کے لکھنے والے

۱۔ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سابق چیرمین، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
mnzdigitalpoint@gmail.com

۲۔ ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

سکریٹری تصنیفی اکیڈمی، جماعت اسلامی ہند، نئی دہلی
mrnadvi@yahoo.com

۳۔ پروفیسر محمد انس حسان

گورنمنٹ ڈگری کالج جہانیاں، پاکستان
anskashmiri@gmail.com

۴۔ ڈاکٹر نشا حلیم

شعبۂ دینیات (سنّی) مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ
tashiya15@gmail.com

۵۔ حافظ عبد الغفار

پی ایچ ڈی اسکالر، پنجاب یونی ورسٹی لاہور
abdulghaffarpu@hotmail.com

۶۔ جناب اسامہ شعیب

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی
usama9911@gmail.com

۷۔ جناب محمد رضوان خاں

ریسرچ اسکالر، شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی، دہلی
afeefrizwan@gmail.com

۸۔ سید جلال الدین عمری

صدر ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی و امیر جماعت اسلامی ہند

حرفِ آغاز

انسانی حقوق اور اسلام

سید جلال الدین عمری

صدر ادارۂ تحقیق و امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری نے جماعت اسلامی پاکستان کے اجتماع عام منعقدہ لاہور ۲۱۔ ۲۳ نومبر ۲۰۱۴ء میں شرکت کی ۔ اجتماع کے دوسرے دن بعد نمازِ فجر انہوں نے انسانی حقوق' کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں درس دیا۔ یہ دیکھ کر خوش گوار حیرت ہوئی کہ سخت سردی کے باوجود ان کا خطاب سننے کے لیے تقریباً ایک لاکھ کا مجمع موجود تھا۔ خطاب کو ریکاڈنگ سے نقل کرلیا گیا اور اب مولانا کی نظرِ ثانی کے بعد وہ ہدیۂ قارین ہے۔ (رضی الاسلام)

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اس عظیم اور مبارک اجتماع میں شرکت کی سعادت بخشی ۔میں جماعت اسلامی پاکستان کے امیر محترم اور دوسرے ذمہ داروں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ موقع فراہم کیا۔

بزرگو، بھائیو، عزیزو اور محترم خواتین !

آج کے دور میں انسانی حقوق کا موضوع ایک زندہ موضوع ہے۔اس پر ہر طرف گفتگو اور بحث و مباحثہ ہو رہا ہے ۔ ہر شخص یہ جاننا چاہتا ہے کہ جس سماج کے اندر وہ رہ رہا ہے، جس ملک میں وہ زندگی گزار رہا ہے اور جس دنیا میں وہ جی رہا ہے، اس میں اس کا کیا حق ہے؟ مزدور کا کیا حق ہے اور مالک کا کیا حق ہے؟ وطن میں رہنے والے کا کیا حق ہے اور وطن سے باہر رہنے والے کا کیا حق ہے؟ کیا ان حقوق میں کوئی فرق و امتیاز ہے یا سب کو برابر حقوق ملنے چاہئیں؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اسی بنیاد پر انسانوں سے معاملہ کیا جاتا ہے اور بعض اوقات ان کے درمیان فرق بھی کیا جاتا ہے ۔جو زیادہ

طاقت ور ہے وہ زیادہ حقوق کا دعوی کرتا ہے۔ نہ صرف دعوی کرتا ہے بلکہ اپنے لیے زیادہ حقوق رکھنا چاہتا ہے۔ جو کم زور ہے، ایک تو اس کے حقوق تسلیم نہیں کیے جاتے اور اگر تسلیم کیے بھی جاتے ہیں تو وہ حقوق اسے مل نہیں پاتے۔

اسلام نے اس سلسلے میں ہمیں جو ہدایات دی ہیں وہ بالکل فطری ہیں۔ دنیا کے اندر جو بگاڑ ہے، اس کا علاج ان ہدایات کے اندر موجود ہے۔ اس کا بنیادی تصور یہ ہے کہ ہر انسان جو دنیا میں پیدا ہوتا ہے، اپنے کچھ حقوق لے کر پیدا ہوتا ہے۔ کسی بھی شخص کو اجازت نہیں دی جا سکتی ہے کہ وہ اس کے ان حقوق پر دست درازی کرے۔

جو بچہ پیدا ہوتا ہے، اسے زندہ رہنے کا حق ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اسے زندہ نہ رہنے دے۔ قرآن و حدیث میں یہ بات بہت وضاحت سے کہی گئی ہے۔ کسی انسان پر سب سے زیادہ حقوق یا احسانات اس کے ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ ماں باپ کو بھی اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اپنے بچے کو حق حیات سے محروم کر دیں۔ قرآن نے صاف صاف کہا:

وَ لاَتَقْتُلُو اْأَوْ لاَدَکُم۔ (الانعام:۱۵۱) اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

دوسری جگہ قرآن نے کہا:

وَإِذَا الْمَوْؤُودَةُسُئِلَتْ۔ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ (التکویر:۸-۹) ایک وقت وہ بھی آنے والا ہے جب اس بچی سے، جسے زندہ درگور کر دیا گیا تھا، پوچھا جائے گا: بتاؤ، کس جرم میں تمھیں مارا گیا؟۔

جس نے قتل کا جرم کیا اس کو اس قابل بھی نہیں سمجھا جائے گا کہ اس سے سوال کیا جائے، بلکہ اس معصوم سے پوچھا جائے گا کہ تم تو بے گناہ تھے، پھر کس جرم کی پاداش میں تم کو ختم کیا گیا۔

جو بھی انسان خدا کی زمین پر موجود ہے اس کی زندگی سلب کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ قرآن میں یہ بات بہت وضاحت کے ساتھ کہی گئی ہے۔ اہل ایمان کی تعریف کی گئی:

وَ لَا یَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ إِلَّا بِالْحَقِّ (الفرقان: ۶۸)

"(اللہ کے نیک بندے تو وہ ہیں) جو کسی بھی انسان کی جان نہیں لیتے، ہاں اگر اس نے کوئی جرم ایسا کیا ہے جس کے بعد اس کا زندہ رہنا صحیح نہیں ہے تو اس کی جان لی جا سکتی ہے۔"

اگر حق و انصاف اجازت نہ دیں تو کسی بھی شخص کو، خواہ وہ وقت کا بادشاہ اور مملکت کا فرماں روا ہی کیوں نہ ہو، یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ کسی شخص کو اس کے زندہ رہنے کے حق سے محروم کر دے، نبی ﷺ نے فرمایا: **اجتنبوا السبع الموبقات** (سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو) ان میں سے ایک کا تذکرہ آپؐ نے ان الفاظ میں کیا: **قتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق** (بخاری و مسلم) "کسی کی جان کو، جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے، ناحق قتل کرنا"

محترم دوستو اور ساتھیو!

قرآن نے صراحت کے ساتھ کہا کہ جو انسان پیدا ہوتا ہے اسے زندہ رہنے کا حق ہے۔ جب وہ زندہ رہے گا تو معاشرہ پر اس کے کچھ اور حقوق بھی عائد ہوں گے۔ آج جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ زندہ اس وقت رہے گا جب آپ یہ تسلیم کریں کہ اسے زندہ رہنے کے لیے جس ساز و سامان کی ضرورت ہے وہ اسے ملنا چاہیئے۔ اس کو جو غذا مطلوب ہے وہ اسے ملنی چاہیے۔ جب تک وہ ماں کے پیٹ میں تھا، اللہ تعالی کی طرف سے اس کو غذا فراہم کی گئی تھی۔ اب وہ آپ کے حوالے ہوا ہے اور اللہ تعالی یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کی ضرورت آپ پوری کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس کی ضرورت پوری کر رہے ہیں یا اسے کسی کوڑے دان میں پھینک رہے ہیں۔ اسے زندہ رہنا ہے، ماں کو اس کے لیے تیار کیا گیا، باپ سے کہا گیا کہ اسے زندہ رہنے کا سامان فراہم کرے۔ پہلے لمحے سے اس کی جو ضرورت ہے وہ لازماً پوری ہو۔ اور پھر زندہ رہنا واحد حق نہیں ہے، بلکہ یہ ہزاروں حقوق کی بنیاد بنتا ہے۔ وہ زندہ رہے گا تو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ اس کے کھانے پینے کی ضروریات پوری کریں، اس کے لباس کی ضروریات پوری کریں، اس

کے رہنے سہنے کا انتظام کریں، اسے محفوظ مقام پر رکھیں، گرمی اور سردی میں اس کی حفاظت کریں۔ تب وہ زندہ رہے گا، ورنہ دست اجل اسے ختم کر کے رکھ دے گا۔ اس کے بعد اس بات کی بھی ضرورت ہے اور یہ اس کا فطری حق ہے کہ اسے تعلیم دی جائے۔ بغیر علم کے انسان جانوروں جیسی زندگی گزارتا ہے۔ ہر انسان کا یہ حق ہے کہ اسے علم کی دولت سے آراستہ کیا جائے اور اسے اس قابل بنایا جائے کہ اس دنیا کے اندر اور جس معاشرہ میں وہ رہ رہا ہے اس میں اپنا کردار صحیح طریقے سے ادا کرے۔ اگر ہماری غفلت کی وجہ سے ہمارا بچہ اس قابل نہیں رہتا تو یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم نے اسے اس قابل نہیں بنایا کہ وہ معاشرے کا بہتر فرد بن سکے۔ مغربی تعلیم کی کوئی سمت متعین نہیں ہے۔ اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ یہی کہیں گے کہ ہم بہترین شہری تیار کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے بہت سے جدید تعلیم یافتہ لوگوں سے پوچھا کہ تمہاری تعلیم کا کیا مقصد ہے؟ وہ سوائے روزگار کے اور کوئی مقصد حیات نہ بتا سکے۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کریں۔ انہیں بتائیں کہ زندگی کس لئے ہے اور کیسی گزارنی چاہیئے؟ آپ اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دیجئے کہ انہیں معلوم ہو کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے۔ اس نے رسول بھیجا ہے۔ اس نے کتاب نازل کی ہے۔ اس نے ان کی ہدایت کا انتظام کیا ہے اور ان کی رہنمائی کی ہے۔ اس کے مطابق انہیں زندگی گزارنی ہے۔ انھیں یہ باتیں معلوم ہوں گی، تب وہ بہترین شہری بنیں گے۔

انسان کا صرف پیدا ہو جانا ہی بڑی بات نہیں ہے، بلکہ اس کے بعد وہ بہت سی چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ اس کے تمام جائز مطالبات پورے ہوں، وہ اس دنیا میں زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ جاننا چاہتا ہے تب ہی وہ انسان رہے گا، ورنہ حیوانوں کے صف میں چلا جائے گا۔ قرآن کے الفاظ میں اگر انسان کو راہ ہدایت نہ ملے تو اس میں اور جانور میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔

يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ (محمد:۱۲) وہ جانوروں کی طرح کھاتے پیتے ہیں۔

انسانی حقوق پر جب گفتگو کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ حریت فکر انسان کا

بنیادی حق ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ فکری طور پر وہ آزاد ہو، اس پر کوئی جبر نہ ہو۔ اسلام بھی حریت فکر کو انسان کا بنیادی حق قرار دیتا ہے۔ چناں چہ قرآن کہتا ہے: اللہ کا دین حق ہے۔ حق کا مطلب یہ ہے کہ وہ دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ جو شخص اس کا انکار کرتا ہے وہ حقیقتِ واقعہ کا انکار کرتا ہے، لیکن انسان آزاد ہے۔ چاہے اسے قبول کرے یا نہ کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاء فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاء فَلْيَكْفُرْ (الکہف ۲۹)	آپ کہہ دیجئے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے اب جس کا جی چاہے مانے اور جس کا جی چاہے انکار کردے۔

لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ میں بار بار اپنی تقریروں میں کہتا ہوں: وہ آیت مجھے آج تک نہیں ملی جس میں کہا گیا ہو کہ اسلام کو تلوار کے ذریعہ پھیلاؤ۔ میں نے تو یہ آیت پڑھی ہے:

إِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً (الدھر:۳)	ہم نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ شکر کا راستہ اختیار کرے یا ناشکری کا راستہ۔

یوں تو انسان کو اللہ تعالی کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے اسے سیدھا راستہ دکھایا، لیکن اگر وہ کفر اور ناشکری کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اسے اس کا بھی اختیار ہے۔ اس سے بڑی آزادی اور کیا ہوگی۔ قرآن نے کہا ہے:

لآ إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرة:۲۵۶)	دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔

دوسری جگہ قرآن کہتا ہے:

أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُواْ مُؤْمِنِيْنَ (یونس:۹۹)	کیا آپ لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کریں گے۔

انسان کے بنیادی حقوق میں مساوات کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سارے انسان مساوی حیثیت کے مالک ہیں ۔ عورت ، مرد، بڑے چھوٹے، امیر، غریب، مالک اور مزدور، سب کا درجہ ایک ہے۔ ان میں رنگ، نسل، وطن، علاقے ،جنس

اورصنف کی بناپر کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔اس میں شک نہیں کہ مساوات کی غیر معمولی اہمیت ہے،لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی آواز جتنے زوردار طریقے سے اسلام نے اٹھائی ہے،اس سے زور دار آواز شاید کبھی اٹھائی نہیں گئی۔قرآن مجید نے واضح الفاظ میں اعلان کیا:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰکُم مِّن ذَکَرٍ وَ أُنثَی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِندَ اللّٰہِ أَتْقٰکُمْ إِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (الحجرات:۱۳)

اے لوگو!ہم نےتم کوایک مرداورایک عورت سے پیدا کیااورتمہاری قومیں اورقبیلے بنادیے،تا کہ تم ایک دوسرے کوپہچان سکو۔بے شک،تم میں سب سے زیادہ باعزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہے۔بے شک اللہ سب کچھ جانتااورخبر رکھتا ہے۔

یہاں خطاب ساری دنیا کے لوگوں سے ہے،کسی خاص گروہ اور جماعت سے نہیں ہے۔فرمایا:اے لوگو!سنو،تم سب کو ہم نے ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔اب بہ حیثیت انسان تم سب ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ماں باپ کی اولاد ہونے کی بنیاد پرتم سب برابرہو۔تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔تمھیں مختلف قبائل اور گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے،تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔مثال کے طور پر اگر سب لوگ ایک ہی رنگ،ایک ہی شکل،ایک ہی قدو قامت کے ہوتے تو کیسے ایک دوسرے کو پہچانتے۔کہا گیا کہ ہم نے یہ فرق اس لیے رکھا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو کہ یہ افریقہ کا رہنے والا ہے،وہ ایران کا رہنے والا ہے،یہ ہندستان یا پاکستان کا رہنے والا ہے۔اور اس سے نیچے اتر کر جان سکو کہ یہ اس خاندان کا فرد ہے،اس کے یہ حقوق و فرائض ہیں،وہ اس خاندان سے تعلق رکھتا ہے،اس کے یہ حقوق و فرائض ہیں۔اس کے بعد کہا گیا کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے شریف،باعزت،معزز اور مکرم وہ ہے جس کے اندر سب سے زیادہ اس کا تقوی ہو۔انسانوں نے عزت و ذلت کے بہت سے معیار قائم کر رکھے ہیں،کہیں حکومت و ریاست،کہیں جاہ ومنزلت،کہیں خاندان اور قبیلہ شرف ومنزلت کے معیار سمجھے جاتے ہیں۔قرآن نے کہا کہ عزت کا معیار ان میں سے

کوئی چیز نہیں۔اس کا معیار خدا کا خوف اور تقوی ہے۔اگر یہ بات ذہن میں پیوست ہوجائے کہ ہم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے تو دنیا کا نقشہ بدل جائے۔رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع میں جو بے نظیر خطبہ دیا، جسے اسلامی حقوق کا منشور کہیں تو بے جانہ ہوگا، وہ بہت طویل خطبہ ہے، اسے بعض حضرات نے جمع بھی کردیا ہے۔اس میں یہ بات شامل ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لأحمر علی أسود ولا لأسود علی أحمر الا بالتقوی، کلکم من آدم و آدم من تراب (مسند احمد)	نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر، الّا یہ کہ کسی میں تقوی ہو۔سن لو تم سب کے سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے ہیں۔

اس حدیث میں آپؐ نے سب سے پہلے عرب کا ذکر فرمایا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت عربوں کے ہاتھوں میں اقتدار تھا اور آپؐ خود عرب تھے۔کہا کہ آج جن کے ہاتھوں میں اقتدار ہے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ عجمیوں پر ان کو کوئی برتری اور فضیلت حاصل نہیں ہے۔کیا آپ نے کسی صاحبِ اقتدار کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا ہے؟لیکن محمد عربی ﷺ نے، جن پر ہماری جانیں ہزاروں بار نثار ہوں، اعلان کیا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت ہے نہ کسی کالے کو کسی گورے پر۔اللہ تعالی نے جن لوگوں کو یورپ میں پیدا کیا وہ گورے ہو گئے، ہم کو ہندستان میں پیدا کیا تو ہم سانولے ہو گئے، جن کو جنوبی افریقہ میں پیدا کیا وہ کالے ہو گئے۔جسم کی رنگت آدمی کے اختیار میں نہیں ہے۔کہا گیا کہ یہ کوئی معیار نہیں ہے۔ہاں، اگر کسی کے دامن میں تقویٰ اور خدا ترسی کی دولت ہے تو وہ افضل ہے،اس کا احترام ضرور ہونا چاہیے۔اس کے بعد فرمایا کہ ’سب آدم کی اولاد ہیں‘، یعنی اہلِ عرب بھی آدم کی اولاد ہیں اور اہلِ عجم بھی اور یاد رکھو کہ آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔مٹی کے اندر غرور نہیں ہوتا، بلکہ وہ تواضع، خاکساری اور عاجزی کی

علامت ہے۔اس کو روندتے رہیے، وہ آپ کے خلاف بغاوت نہیں کرے گی۔اس پر کدال چلائیے، پھاؤڑا چلائیے،وہ خاموش رہے گی۔پھر آدمی، جو مٹی سے پیدا ہوا ہے، وہ کس چیز پر غرور کرے؟ اقتدار، حکومت ، رنگ، نسل، کس چیز پر اسے غرور ہو؟ جب کہ وہ مٹی سے پیدا ہوا ہے اور مٹی کی خاصیت خاک ساری اور عاجزی ہے۔

دوستو اور عزیزو!

حقوق میں تیسری چیز،جس کا ذکر کیا جاتا ہے،وہ عدل وانصاف ہے۔قرآن نے کہا کہ دنیا میں عدل و انصاف کے قیام ہی کی پیغمبروں نے تعلیم دی ہے۔اگر مسلمانوں کو دنیا میں حکومت قائم کرنے کا موقع ملے گا تو اس کے ذریعہ وہ دنیا میں انصاف قائم کریں گے۔انصاف کے قیام کے لیے پوری امت کو کھڑا کیا گیا ہے۔مجھے نہیں معلوم کہ کسی پوری قوم کو انصاف کے قیام کے لیے کھڑا کیا گیا ہو۔یہ امتیاز صرف اہلِ اسلام کو حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُواْ کُونُواْ قَوّامِیْنَ بِالْقِسْطِ (النسائ:۵:۱۳۵)	اے ایمان والو، انصاف کے قیام کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ انصاف ہو تو سب کے درمیان ہو،اس معاملے میں کوئی فرق و امتیاز نہ کیا جائے۔حدیث میں ہے کہ بنومخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور پکڑی گئی۔جرم ثابت ہو گیا۔ اس وقت یہ حکم آچکا تھا کہ چوری چاہے مرد کرے یا عورت،اس کا ہاتھ کاٹ دو۔لوگوں نے کہا کہ اس حکم کے مطابق اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اس طرح جس قبیلے سے اس کا تعلق ہے اس کی ناک کٹ جائے گی۔قبیلہ سر اٹھا کر نہیں چل سکے گا۔لوگوں نے کہا کہ حضور سے درخواست کی جائے کہ یہ عورت شریف گھرانے کی ہے،اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے، کوئی اور سزا دے دی جائے۔مشورہ ہوا کہ آپؐ سے اس سلسلے میں کون بات کرے؟ بعض لوگوں نے کہا کہ اس معاملے میں حضرت اسامہؓ بات کر سکتے ہیں۔اس لیے کہ آپؐ ان کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے ہیں۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور مدعا عرض کیا۔آپؐ ان کی بات سن کر برہم ہو گئے۔فرمایا ''اسامہ!